# مسجدكى ٹوپياں خراب ہوجائيں توبيچ سكتے ہيں؟

مجيب:مفتى محمد قاسم عطارى

فتوى نمبر:FAM-554

قارين اجراء: 23رس الاول 1446ه /30 ستمبر 2024ء

### دارالافتاءابلسنت

(دعوت اسلامي)

#### سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان نثرع متین اس مسکے کے بارے میں کہ مساجد میں عام طور پر پلاسٹک کی ٹوپیاں رکھی جاتی ہیں، تووہ ٹوپیاں کچھ عرصے بعد ٹوٹ جاتی ہیں،ایسی صورت میں کیاان ٹوٹی ہوئی ٹوپیوں کوپلاسٹک میں پیچ کر اِن سے حاصل ہونے والی رقم کومسجد کے ہی دوسرے کاموں میں استعال کیا جاسکتا ہے؟

# بِسْمِ اللهِ الرَّحْلِينِ الرَّحِيْمِ

# ٱلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ ٱللَّهُمَّ هِذَا لِكَقِّ وَالصَّوَابِ

مساجد میں رکھی جانے والی پلاسٹک کی ٹوبیاں اگر تو مسجد کے پییوں سے ہی خریدی گئ ہوں تو اُسے نی کر اس کی رقم کو مسجد کے دو سرے کاموں میں استعال کیا جاسکتا ہے، اور اگر وہ ٹوبیاں کسی شخص نے مسجد میں دی ہوں، تو اس صورت میں وہ ٹوبیاں دینے والے کی ملکیت میں لوٹ آئیں گی، اگر وہ زندہ ہو تو وہ ٹوبیاں اُسے واپس کر دی جائیں، وہ جو چاہے کرے، اور اگر وہ زندہ نہ رہاہو، تو اس کے ور ثاء کو دیدی جائیں، ہاں اگر وہ شخص یا اُس کے ور ثاء اُن ٹوبیوں کو بیجے اور اس کی رقم کو مسجد کے کسی کام میں صرف کی جاست و بیا وہ از تربیہ، تو پھر اُن کی اجازت دیدیں، تو پھر اُن کی اجازت سے ٹوبیاں نی گر اس کی رقم مسجد کے کاموں میں صرف کی جاسکتی ہے، اسی طرح اگر بید معلوم ہو کہ ٹوبیاں کسی شخص نے ہی مسجد میں دی بیر، مگر دینے والا شخص کون تھا، یہ معلوم نہیں، یا معلوم تو ہو مگر وہ انتقال کرچکا ہو اور کوئی وارث بھی نہ چھوڑا ہو، ہیں، مگر دینے والا شخص کون تھا، یہ معلوم نہیں، یا معلوم تو ہو مگر وہ انتقال کرچکا ہو اور کوئی وارث بھی نہ چھوڑا ہو، اور نوبیوں کو جی کر اُس کی رقم کو مسجد کے کاموں میں استعال کیا جاسکتا ہے۔ اگر ٹوبیاں مسجد کے بیسوں سے لی میں ہوں تو اسے بھی سے ہیں، اگر کسی نے دی ہوں تو اس کی ملک کی طرف لوٹ جاکس گی، چنا نچہ سیدی اعلی حضرت امام احمد رضا خان عدید دحمة الدحدی قاوی رضویہ میں ارشاد فرماتے ہیں: "(مسجد کے کاموں میں کامالک ہو جائے گا، اور اگر

مسجد ہی کے مال سے تھاتو متولی بیچ کر مسجد کے جس کام میں چاہے لگادے۔" (فتاوی رضویہ، جلد 16، صفحہ 406، رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

مزیدایک مقام پرسیدی اعلی حضرت امام احمد رضاخان علیه دحه قالد حدن ارشاد فرماتے ہیں: "مسجد کا اسباب جیسے بوریا، مصلی، فرش، قندیل، وہ گھاس کہ گرمی کے لئے جاڑوں میں بچھائی جاتی ہے وغیر ذٰلک۔۔۔ اگر خراب و بریار ہوگئی یا معاذ اللہ بوجہ ویر انی مسجد ان کی حاجت نہ رہی، تواگر مال مسجد سے ہیں تو متولی، اور متولی نہ ہو تواہل محلہ متدین امین باذن قاضی پیج سکتے ہیں، اور اگر کسی شخص نے اپنے مال سے مسجد کو دئے تھے تو مذہب مفتی بہ پر اس کی ملک کی طرف عود کرے گی جو وہ چاہے کرے۔ " (فتاوی د ضویہ، جلد 16، صفحہ 265، د ضافاؤ نڈیشن، لاھور)

اگر ٹوپیاں دینے والے شخص زندہ نہ ہو اور اس کا کوئی وارث بھی نہ ہو، تواس صورت حال میں قاضی کی اجازت

سے اس کو پیچا جاسکتا ہے، چانچہ فتاوی عالمگیری میں ہے: "وذکر أبوالليث في نوازله حصير المسجد إذا صار خلقا و استغنى أهل المسجد عنه و قد طرحه إنسان إن كان الطارح حيا فهوله وإن كان بميتا ولم يدع له وارثا أرجو أن لابأس بأن يدفع أهل المسجد إلى فقير أوينتفعوا به في شراء حصير آخر للمسجد والمه ختار أنه لا يجوزلهم أن يفعلوا ذلك بغير أمر القاضي، كذا في محيط السرخسي "ترجمه: اور ابو الليث نے اپن نوازل ميں ذكركيا كه مسجد كی چٹائی جب بوسيده ہوجائے اور اہل مسجد كواس كی حاجت ندر ہے تواگر وہ كسی شخص نے مسجد ميں دى ہو، تواگر وہ دينے والا شخص زنده ہو، تواس كی ہوں گی، اور اگر اس كا انتقال ہوگيا ہو اور اس فقير كو ديديں نے كوئى وارث نه چھوڑ اہو تو ميں اميد كرتا ہوں كه اس ميں كوئى حرج نہيں ہوگا كہ اہل مسجد وہ چٹائى كسى فقير كو ديديں يااس سے مسجد كيلئے دوسرى چٹائى تريدليں اور مختاريہ ہے كہ ان كيلئے قاضى كى اجازت كے بغير ايماكر ناجائز نہيں ہے، يااس سے مسجد كيلئے دوسرى چٹائى تريدليں اور مختاريہ ہے كہ ان كيلئے قاضى كى اجازت كے بغير ايماكر ناجائز نہيں ہے، ياس سے مسجد كيلئے دوسرى چٹائى تو الهندية ، جلد 2، الباب الحادي عشر في المسجد، صفحه 458، دار الكتب العلمية ، بيروت)

يونى اگراس شخص كاعلم نه بو، توقاضى كى اجازت سے أسے بيچا جائز ہے، چنانچ بحرالرائق ميں ہے: "ولوأن أهل المستجد باعوا حشيش المستجد أو جنازة أو نعشا صار خلقا و من فعل ذلك غائب اختلفوا فيه قال بعضهم يجوز والأولى أن يكون بإذن القاضي و قال بعضهم لا يجوز إلا بإذن القاضي و هو الصحيح "ترجمه: اور اگر اہل مسجد، مسجد كى گھاس يا جنازے كى چار پائى جو كه بريكار ہوگئ ہو، اسے بي وين، جبكه يه چيز ل مسجد كو دين والا غائب ہو، تواس ميں اختلاف ہے، بعض نے كہاكہ اس كو بي خاجائز ہے، اور اولى يہ ہے كہ قاضى كى

اجازت سے ہو، اور بعض نے کہا کہ قاضی کی اجازت سے ہی بیپناجائزہے، اور یہی صحیح ہے۔ (بحرالرائق، جلد 5، صفحه 273، دارالکتاب الاسلامی، بیروت)

فی زمانہ قاضی نہیں، اہذاعام مسلمانوں کا فیصلہ قاضی کے قائم مقام ہے، چنانچہ مفتی جلال الدین امجدی رحمۃ اللہ علیہ فتاوی فیض الرسول میں ارشاد فرماتے ہیں: "جہاں قاضی شرع نہ ہو تواس ضلع کاسب سے بڑاسنی صحیح العقیدہ عالم جو مرجع فتوی ہواُس (قاضی شرع) کے قائم مقام ہے ھکذا فی الحدیقة الندیة (اسی طرح حدیقة ندیه میں ہے) اور اگر ضلع میں ایساعالم بھی نہ ہو تو عام مسلمانوں کا فیصلہ حکم قاضی کے قائم مقام ہے ھکذا قال الامام احمد رضا البریلوی رضی عنه ربه القوی (اسی طرح امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا)۔" (فتاوی فیض الرسول، جلد1، صفحه 472، شبیر برادرز، لاهور)

## وَ اللَّهُ أَعْلَمُ عَزَّو جَلَّ وَ رَسُولُ لَا أَعْلَم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَالِهِ وَسَلَّم



### Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)



www.fatwaqa.com



daruliftaahlesunnat



DaruliftaAhlesunnat





feedback@daruliftaahlesunnat.net